إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ
بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی
عوام سے
خواص سے
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے

الحکم
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷
قادیان دارالامان

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی | ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۳۵ | قادیان دارالامان ۱۴ - نومبر ۱۹۱۲ء بروز جمعرات | جلد ۱۶

اَحَبُّ الْاَشْیَاءِ لِسَانُ الْمَحْبُوْبِ

مندرجہ بالا عنوان سے میرے بچے محمود نے ایک لمبا آرٹیکل لکھنا شروع کیا ہے۔ ہرچند میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی تعلیمی زندگی میں اس طرف توجہ نہ کرے۔ بلکہ بعض وقت میں اس کو کسی قدر سختی سے بھی روکتا ہوں۔ مگر اس کی فطرۃ میں ایک جوش ہے۔ خدا تعالیٰ کے محض فضل سے اپنے خطبہ میں بڑی جرائت اور دلیری سے بولتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اور دوسرے بزرگان قوم کی موجودگی میں میں نے اس کی تقریریں سنی ہیں حضرت نے بھی اس کے طرز بیان کو پسند فرمایا ہے۔ اسی طرح اس کو لکھنے کا بھی شوق ہے۔ مندرجہ عنوان پر ایک آرٹیکل لکھکر اس نے مجھے اخبار کے لئے دیا۔

میں نے اس کو پڑھا تو نفس مضمون کے لحاظ سے مجھے بہت پسند آیا میں اس کو بڑی خوشی کے ساتھ الحکم میں درج کرتا ہوں اور اپنے احباب سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اس بچے کے لئے اور اس کے دوسرے بھائیوں کے لئے دعا کریں۔ کہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے والے پھر سمجھنے والے۔ پھر عامل۔ پھر اس کی اشاعت و تبلیغ کرنے والے ہوں۔ یہ امر الحکم کے ناظرین سے مخفی نہیں۔ کہ میں نے اپنے بچوں کی زندگیاں دینیات کی تعلیم کے لئے وقف کردی ہوئی ہیں۔ میری دلی منشا یہی ہے کہ علوم عربیہ کو حاصل کریں اور دینیات کی تعلیم سے فراغت حاصل کرکے یورپ کی کوئی زبان سیکھیں اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگی کو وقف کریں۔ چنانچہ دو بچے جو مدرسہ احمدیہ

میں داخل ہونے کے قابل تھے اس میں تعلیم پا رہے ہیں اور باقی اپنے اپنے وقت پر داخل ہوتے جائینگے۔ وباللہ التوفیق۔ اس لئے مجھ سے اگر کوئی پوچھے تو میں تو کہوں گا۔ کہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجو۔ محمود مدرسہ احمدیہ کا طالب علم ہے اس لئے یہ قدرتی امر ہے۔ کہ اسے اپنے مدرسہ سے دلی محبت ہو میں اس کی محبت کی قدر کرتا ہوں۔ اس کے خیالات کا اندازہ ناظرین ذیل کے مضمون سے کرینگے میں نے اس مضمون میں کہیں کہیں روابط یا محاورات کی اصلاح ضروری سمجھی ہے ورنہ اصل مضمون کو اسی کے الفاظ میں درج کردیا ہے۔ مضمون کی عمدگی ممکن ہے بعض کو تعجب میں ڈالے۔ مگر جنہوں نے اس کی زبانی تقریریں سنی ہیں وہ جانتے ہیں کہ خدا ہی کے فضل سے وہ اچھے مضمون لکھنے پر قادر ہوا ہے اور یہ میری

خوشقسمتی اور سعادت ہے اللہ تعالیٰ اسے نظر بد سے بچائے اور وہ اپنے اولوالعزم نبی زادہ کے ہمنام ہونے کی وجہ سے اس کی معنوی خوبیوں کو بھی حاصل کرنے والا ہو۔ آمین! ایڈیٹر

آہ! اک زمانہ تھا مسلمان مسلمان تھے وہ عاشق قرآن تھے اور اسی عشق کی وجہ سے خادم لسانِ قرآن بھی تھے مگر آج

مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب

کا نقشہ نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کی پستی اور زوال کی داستان ہر شخص کی زبان پر ہے اور ہر ایک لیکچرار سٹیج پر کھڑا ہو کر مسلمانوں کی اس موت پر مرثیہ خوانی کرتا نظر آئیگا۔ مگر جب مسلمانوں کے تنزل اور بربادی کے اسباب بیان کرے گا تو اس میں وہ کمی تعلیم۔ تجارتی بد مذاقی اور دوسری باتیں بیان کرتے کرتے گلے کی رگیں پھُلانے لگے گا۔ لیکن اصل باعث سے محض بے خبر ہو گا اس لئے کہ وہ اصل چیز جس کا نام اسلام ہے۔ وہ خود اس سے ناواقف ہے۔ اس اصل باعث کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے

رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

قرآن کریم کے ہجر نے ان خود ساختہ مصلحین کو موقع ہی نہیں دیا کہ وہ قوم کی ترقی اور تنزل کے اسباب پر غور کرکیں۔ ان کی نظروں میں مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی روک

یورپ کی عدم تقلید ہے

چونکہ وہ یورپ کو دیکھتے ہیں کہ مادی رنگ میں اُنہوں نے بڑی ترقی کی ہے اس لئے ان کی وحی یورپ سے آتی ہے نہ کہ خدا سے۔ اس تقلید یورپ کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ساری توجہ اور کوشش ان کی

انگریزی زبان اور انگریزی لباس

کی طرف ہو رہی ہے۔ بلکہ مَیں نے سُنا ہے کہ جو لوگ انگریزی زبان کے زیادہ دلدادہ ہیں وہ کہتے ہیں۔

انگلش لائف اینڈ انگلش وائف

گویا اُن کے نزدیک انگریزی طرز کی زندگی اور انگریزی بی بی ہی معراج کا ذریعہ ہیں اور اسی راہ سے نجات ہو گی میری ان سطور سے کوئی شخص یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ مَیں انگریزی زبان یا انگریزی تعلیم کا غالی دُشمن ہوں ہرگز نہیں۔ مَیں انگریزی زبان اور تعلیم کے متعلق جو رائے رکھتا ہوں۔ وہ اسی مضمون میں کسی جگہ آ گئی ہے مَیں نے اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے مُنہ سے یہ سنا ہے۔ اور انگریزی سلطنت کی زبان ہے اور سلطنت کی زبان بھی ضرور پڑھنی چاہیئے۔ ہاں میں اتنا کہہ دیتا ہوں کہ مَیں بادشاہ کی زبان کو احکم الحاکمین کی ..... کتاب کی زبان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ ہماری سرکار کی زبان عربی تھی۔ اہل جنّۃ کی زبان عربی ہو گی۔ اس لئے مَیں تو

احب الاشیاء لسان المحبوب

کے ماتحت عربی زبان کا دلدادہ ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہمارے روزمرہ میں بھی عربی ہی کا استعمال ہو جس طرح پر مَیں دیکھتا ہوں۔ مدرسوں میں۔ کھیلنے کے میدانوں میں بازاروں میں۔ ریل میں ہر جگہ انگریزی ہی بولی جاتی ہے وہاں عربی زبان کا رواج ہو۔

غرض مسلمانوں کے تنزل کے اسباب میں بڑا زبردست باعث قرآن کریم کا ہجر ہے اور یہ ہجر علمی اور عملی دونوں طرح پر ہوا ہے پہلے قرآن مجید کی تلاوت اور اس کا فہم کم ہوا اس کا لازمی نتیجہ عملی کمزوری تھا۔ اب تک بھی ان مدارس میں جو عربی مدارس کہلاتے ہیں قرآن مجید کی تعلیم و تلاوت کی طرف توجہ نہیں ہمارے ہمام حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے تو بارہا فرمایا تھا۔ کہ ہمارے علماء محض بے سود کتابوں کے پڑھنے میں عمریں صرف کر دیتے ہیں۔ ان کے نصاب میں قرآن مجید بالکل نہیں۔ پچھلے دنوں جب ہمارے مدرسہ کے ناظم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ہند کے اسلامی مدارس کا معائنہ کیا تو اس سفر میں میرے ابا صاحب بھی تھے۔ ان سے حالات سفر سُننے پر نہایت تعجب ہوا کہ قرآن مجید کا درس ہم نے کہیں نہیں دیکھا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض اور کارناموں میں یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم و یعلّمھم الکتٰب والحکمۃ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تزکیہ سے پہلے تلاوت ضروری ہے اور پھر اس تزکیہ کے ساتھ قرآنی علوم اور معارف انسان پر کھلتے ہیں کیونکہ قرآن مجید ہی میں فرمایا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ خود تمہیں تعلیم دے گا اور یہ بھی فرمایا لا یمسہ الا المطھرون تزکیہ نفس علوم قرآنی کے حصول کے لئے ایک کلید ہے۔ لیکن جب قرآن مجید کا درس ہی متروک ہو تو پھر قرآن مجید کے ذریعہ جو عملی قوت پیدا ہوتی ہے وہ کیونکر ہو۔

الغرض قرآن مجید کی تلاوت اول متروک ہوئی پھر عملی کمزوری شروع ہوئی۔ اور اب مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ قرآن مجید سے اسقدر ناواقف ہو رہے ہیں کہ ان کے امام (لیڈر)

انگریزی خوان ہیں

اور وہ اپنے لیکچروں میں یورپ اور امریکہ کے فلاسفروں کے مقولے سنانا اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ اور اپنے گھروں اور کلبوں میں اسی زبان کو جاری کرنا اپنی دانشمندی قرار دیتے ہیں۔ مجھے تو مسلمانوں کی اس حالت پر رونا آتا ہے۔ اور چھوٹا منہ بڑی بات سمجھ کر مَیں کہتے کہتے رُکتا ہوں کہ ان کو کیا ہو گیا۔ وہ قوم جو ان کے نزدیک مشرک ہے (ہندو قوم) اُنھوں نے انگریزی میں ان سے زیادہ ترقی کی۔ زیادہ فائدہ اُٹھایا مگر زبان کے معاملہ میں وہ اپنی مذہبی اور قومی زبان ہندی اور سنسکرت کے پُرجوش مؤید ہیں۔ ان کی تحریروں میں۔ اُن کے لیکچروں میں ہندی الفاظ کا بکثرت استعمال ہو رہا ہے۔ مسلمان ان کے مقابلہ میں اُٹھے تو کیا ہاتھ میں لیکر

اردو

اس مقابلہ سے تو ڈوب مرنا بہتر تھا۔ مَیں اردو کا دُشمن نہیں۔ مَیں اس وقت خود اردو میں لکھ رہا ہوں لیکن اوکم ہمتوا۔ اگر اس مقابلہ کے وقت جوش ہی پیدا ہوا

اس جوش سے فائدہ اٹھاکر

عربی کا عام رواج دیتے

جو تمہاری قومی اور مذہبی زبان تھی آہ! اب تھی ہی کہنا پڑتا ہے۔ ہندوؤں نے انگریزی پڑھکر سنسکرت جیسی مردہ زبان کو زندہ کرنا چاہا۔ اور تم نے انگریزی پڑھکر عربی کو متروک کیا اور عملی رنگ میں اس سے کراہت ظاہر کی

تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ

میں ایک عرصہ تک اردو ہندی کے جھگڑے اخبارات میں پڑھتا رہا آخر مسلمانوں کی کم ہمتی اور اپنی کم علمی اور بے بسی پر اپنے حجرہ میں رہ کر چپ ہو رہا۔ اخبار نویس جو قوم کے مصلح اور حکیم ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ اُن کی یہ حالت ہے کہ معمولی باتوں پر آپس میں ایسی ناروا زبان استعمال کرتے ہیں کہ پڑھنے والوں کو شرم آجاتی ہے مگر ان مصلحین قوم کو اس پر رونا نہیں آتا۔ ان مصلحان امت نے اردو۔ ہندی پر کو نسوں کے کالم سیاہ کئے مگر کسی کے دل میں یہ جوش پیدا نہ ہوا۔ کہ وہ اس جوش سے فائدہ اُٹھاکر قوم کے جذبات کو عربی کی طرف لے جاتا۔ اور تو اور خود ہمارے سلسلہ کے اخبارات نے بھی اس ضرورت کو نہیں سمجھا۔ اردو ہندی کا جھگڑا ابھی ضمناً آگیا۔ ورنہ میں چاہتا ہوں کہ جلد اپنے اصل مطلب کی طرف جاؤں۔

ہاں تو مسلمانوں کی پست ہمتی اور کمزوری کا اصل باعث قرآن کریم کا ہجر ہے اور یہ علمی اور عملی دونوں طرح ہوا ہے میں نے وہ زمانہ دیکھا نہیں۔ کیونکہ میری پیدایش انگریزی فیشن کے دلدادگی کے ایام کی ہے۔ سُنا ہے کہ پہلے مسلمان اپنے بچوں کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے۔ اور اُن کی

بسم اللہ

ہوا کرتی تھی۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ مسلمان اسے سب سے اول انگریزی تعلیم کی طرف لے جاتے ہیں اور بچے

الحمد للہ رب العلمین

کی بجائے [illegible] (وہ بڑا سوءر ہے) پڑھتے ہیں اور والدین خوش ہوتے ہیں کہ زبان انگریزی کے لئے خوب چلتی ہے۔ انگریزی کے ساتھ ہی انگریزی لباس کی طرف توجہ ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ خود ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام میں بھی انگریزیت کے اس اثر نے راہ پایا اور ایک وقت ہمارے پیارے امام خلیفۃ المسیح کو سگرٹ نوشی وغیرہ کے متعلق بڑے پُرجوش وعظ کہنے پڑے۔

انگریزی لباس وغیرہ کے متعلق سیدنا و مولانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو رائے ہے۔ وہ بھی اسی مضمون میں کسی موقعہ پر انشاء اللہ آجائیگی پس اس انگریزیت کی محبت نے لسان محبوب سے ہم کو الگ کر دیا۔

میرے بزرگو! اور ہم عمر بھائیو! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ پر عمل کرنے کے لئے اولوالامر کی زبان کو تو تم نے مقدم کر لیا۔ حالانکہ اس سے پہلے اطاعت اللہ و اطاعت الرسول کا حکم ہے اور اللہ کا فرمان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات دونوں ہی عربی زبان میں ہیں۔ جس کو تم غیر ضروری سمجھے ہوئے ہو۔

جبکہ تم اس فرمان کی زبان ہی سے بے پرواہ ہو۔ تو اس پر عمل کرنے کا جوش تمہارے اندر کیونکر پیدا ہوگا؟ تم زبان سے کہہ سکتے ہو کہ ہم تو عربی زبان کو نفرت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ مگر میرے بزرگو!

دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں گزیں

ناممکن ہے کہ ایک شخص ایک چیز سے محبت کرے اور اس کا نام نہ لے بلکہ محبت کے کرشموں میں یہ بات داخل ہے اور ایک مسلّم بات ہے۔ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے پھر تمہیں کیا ہو گیا۔ کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتے ہو۔ اور اُس کی پیاری زبان سے دور بھاگتے ہو۔

مجھے آپ خواہ جو چاہیں کہیں مگر میں اس کہنے سے نہیں رک سکتا کہ تم زبان سے لاکھ دعویٰ محبت کرو۔ قرآن کریم قرآن کریم لاکھ مرتبہ پکارو۔ تمہارے دلوں میں اس کی عظمت نہیں۔ ناممکن ہے کہ تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت ہو۔ اور تم عربی کی قدر نہ کرو۔ میں آج تمہیں تمہارے اس غلط اندازہ کی ہوئی محبت سے آگاہ کرتا ہوں اور تمہارے دل پر سے ریاکاری کا پردہ اُٹھاکر تمہیں اصلی حالت دکھا دیتا ہوں۔

کہ وہ شخص اس ادعائے محبت میں محض جھوٹا ریاکار ہے۔ جو

لسان محبوب کا عاشق نہیں

سننے والو سُن لو! اور دوسروں کو سُنا دو کہ جس کو قرآن کریم کی زبان۔ نبی کریم کی زبان سے عشق نہیں بلکہ اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کو رسول اور خدا سے کوئی تعلق نہیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اس پاک زبان سے محبت نہ ہو اور اس کے حصول کے لئے کوشش نہ ہو۔

نوجوان مسلمانوں میں بداعتقادی اور مذہبی بدمذاقی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ شروع ہی سے انہیں عربی زبان۔ عربی علوم اور عربی اخلاق و تمدن سے نفرت دلائی جاتی ہے ان کے سامنے جو نمونہ رکھا جاتا ہے وہ یورپ اور امریکہ کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ اسلام اور قرآن کریم کی ہنسی اڑائیں۔ تو کیا کریں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں نے اپنی علمی اور عملی کمزوری اور بے توجہی سے قرآن کریم اور اس کی زبان کو مٹا دینا چاہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ قرآن کریم کی حفاظت ہی کا وعدہ یہاں نہیں بلکہ قرآن کریم کی حفاظت کے وعدہ میں زبان قرآن کی حفاظت بھی داخل ہے اور یہ ایک زندہ معجزہ ہے قرآن مجید کا کہ اس کی زبان محفوظ ہے اور سنسکرت عبرانی وغیرہ کی طرح وہ مردہ زبان نہیں ہے۔

پس تم خوب یاد رکھو کہ گو تم نے مسلمان کہلا کر قرآن کریم کی تعلیم اور لسان کو اپنے عمل سے مردہ کر دینا چاہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے جب اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ تو کون ہے جو اس کو مٹا سکے اس کے مٹانے والے خود مٹ جائینگے۔

میرے دوستو! عربی زبان سے بے رغبتی اور کم توجہی کے لئے مختلف ذریعے اختیار کئے گئے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ عربی تعلیم کے نقائص لوگوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ "عربی پڑھ کر لوگ سست اور کاہل ہو جاتے ہیں وہ بڑے بزدل اور ڈرپوک ہوتے ہیں۔ ان میں مدبر اور اہل الرائے نہیں ہوتے"

بہت خوب! مگر کیا آپ یہ بتلانے کی تکلیف گوارا کریں گے کہ کاہلی اور سستی عربی زبان کا خاصہ ہے۔ یا اس کے اسباب اور ہیں؟ اور کیا بالمقابل انگریزی زبان کا یہ جوہر مسلم ہے کہ وہ چستی اور چالاکی پیدا کرتی ہے اور صائب تدبیری کے کیڑے اس زبان میں پرورش پاتے ہیں؟

انگریزی زبان کے غلط کار حامیو! عربی زبان میں یہ خاصہ تم ثابت نہیں کر سکو گے لو کان بعضکم لبعض ظہیرا۔

میں اس کے متعلق دلائل کے لمبے سلسلے میں جانا پسند نہیں کرتا۔ ایک مختصر اور سہل دلیل پیش کرتا ہوں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ وہ تمام ترقیوں کے لئے بمنزلہ ایک زینہ کے ہے یہ ترقیاں روحانی ہوں یا دنیاوی آن کے اسباب اسلام کے اندر موجود ہیں۔ یہ نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہوتا اگر عملی ثبوت ہمارے ہاتھ میں نہ ہوتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے جو ترقی روحانی اور جسمانی کی ہے اس کی نظیر مذہب کی تاریخ میں نہیں ملتی اگر عربی زبان کے اندر سستی اور غفلت فطرتاً ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنی آخری اور کامل کتاب کو اس زبان میں نہ بھیجتا اور اس کو عربی مبین نہ کہتا اور نہ خاتم الرسل اور سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ملک میں نازل کرتا جس کی زبان عربی تھی۔

میرے پاس اگر اس زبان کی خوبیوں کی کوئی بھی دلیل نہ ہو تو یہ ایک ایسی لاجواب دلیل ہے کہ میں اس پر سارے منطق اور فلسفہ کو قربان کر دینے کو تیار ہوں۔ وہ مذہب جو ابدالآباد تک کے لئے خدا تعالیٰ نے پسند کیا وہ کتاب جو تمام ہدایتوں کی جامع اور خاتم ہے وہ نبی جس کا دامن قیامت تک اور بعد قیامت تک وسیع ہے۔ اس زبان کے ساتھ تعلق نہ رکھتے۔ کیا تم کسی ایسی کتاب کا نام لے سکتے ہو۔ جو خدا تعالیٰ نے انگریزی میں نازل کی ہے۔ میں ابتدائے عالم سے کسی نبوت کی حد بندی نہیں کرتا۔ ممکن ہے ان جزائر میں کبھی کوئی نبی مبعوث ہوا ہو۔ مگر خدا تعالیٰ نے لم نقصص کہہ کر خود ان کے نام و نشان اور تاریخ کو دنیا سے مٹا دیا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ کو ابدی زندگی کا تاج عطا فرما کر عربی زبان کی ابدیت اور کمال کا اظہار کر دیا ہے اور یہ ایک ایسا کمال ہے جس کی نظیر کوئی پیش نہیں کر سکتا

هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین

پس عربی زبان کے کمال کی یہی بڑی دلیل ہے جو میں اس وقت پیش کرتا ہوں کہ خدا نے زندہ کتاب اور زندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسی زبان کو منتخب کیا اور بالآخر لسان اہل الجنتہ بھی یہی قرار دی۔

عربی اور انگریزی کے علمی مقابلے کے لئے میں اپنے اندر قابلیت نہیں پاتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون کے مختلف حصوں میں ان زبانوں کی تاثیرات پر بھی بحث کروں۔

غرض یہ بالکل غلط اور خیالی بات ہے کہ عربی زبان میں سستی اور جمود کا مادہ موجود ہے اگر یہ بات ہوتی تو قرآن مجید کا نام الذکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذکر نہ ہوتا۔

حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کارناموں کے علاوہ خالد بن ولید۔ ضرار بن الازور۔ مقداد بن اسود فضل بن عباس۔ ابو عبیدہ۔ عبدالرحمن بن ابوبکر۔ عبداللہ بن عمر۔ ابو ایوب۔ جابر بن عبداللہ۔ قیس بن سعد۔ وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شجاعت و ہمت کے کارناموں سے آج تک تاریخ اور زمین آگاہ ہے ان کی شوکت اور قوت کی دھاک بندھی ہوئی ہے۔

پھر یہ باتیں ان میں نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن عربی نے پیدا کی تھیں یا کسی اور لسان نے۔

ان کی جرأت اور شجاعت کے تذکروں کو لمبا کرنا میرا مقصود نہیں مختصر الفاظ میں یہ بس ہے کہ کسریٰ و قیصر کی سب سے زبردست طاقتیں ان کے دل پر ذرا بھی اثر نہ کر سکتی تھیں مشرق مغرب اور شمال جنوب میں وہ پھیل گئے تھے بڑے بڑے بادشاہ ان کے نام سن کر کانپ اٹھتے تھے۔ یہ ساری طاقت

ایمانی طاقت کا اثر تھا

یہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ بعض انگریزی خوان کہہ دیتے ہیں کہ اس وقت بھی تو عربی خوان موجود ہیں۔ جن میں حد درجہ کی سستی اور کم ہمتی پائی جاتی ہے۔ یہ سوال میرے زیر نظر ہے اور میں اسی مضمون میں اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی اس پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں محض طوطے کی طرح رٹ لینا اور پڑھ لینا کوئی بات نہیں ہے بہت سے پادری اور بعض آریہ اور دوسرے لوگ بھی عربی زبان اور قرآن کریم کو پڑھتے ہیں۔ مگر ان کی غرض **حق کا مقابلہ ہوتی ہے** وہ اپنی اصلاح اور بھلائی کے لئے نہیں پڑھتے اس لئے فزادھم اللہ مرضا کے موافق ان کی بیماریاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح رض فرمایا کرتے ہیں کہ

قرآن کریم کی تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

میں پھر اصل مطلب کی طرف آکر عرض کرتا ہوں کہ اے نوجوانو اور بزرگو! تمہارے مد نظر قرآن کریم کا عمل ہونا چاہئے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہیں محبت اور قرآن شریف سے محبت ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ تم اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے لئے اس کی زبان کی طرف توجہ نہ کرو۔

تم یورپ اور اس کی طرز معاشرۃ سے محبت کرتے ہو۔ تم یورپ کی زبانوں کے دلدادہ ہو۔ اور یہاں رہ کر اس کے حاصل کرنے پر صبر نہیں کرتے بلکہ ہزاروں روپیہ کے صرف سے ولائت جاتے ہو پھر ان کی زبان ان کا لباس ان کی سوسائٹی تمہیں محبوب ہو جاتی ہے۔ اور رفتہ

رفتہ مذہب بھی یورپ ہی کا پسند ہو جائیگا۔ ابھی کسی انگریزی خوان ظریف نے ایک کتاب لکھکر اسلام کی ہنسی اڑائی ہے میں نے اخبارات میں اس کے متعلق پڑھا ہے۔ اگر وہ اسلام کی حقیقت سے واقف ہوتا تو یورپ کے فلسفہ کو اس طرح پر سجدہ نہ کرتا۔

ایک اور امر بھی قابل غور ہے۔ علیگڑھ کالج ہندوستان کے مسلمانوں میں انگریزی زبان اور انگریزی طرز زندگی پیدا کرنے والا ہے مگر اس کالج کا بانی اور اس کے بعد آنے والے اس کے قائمقام انگریزی سے محض ناواقف تھے۔ گویا قوم کی ہدایت اور رہنمائی کا کام اس پہلو سے انہیں لوگوں نے کیا جنہوں نے مغربی یونیورسٹیوں کے ڈپلومے حاصل نہ کئے تھے انجمن حمایت اسلام کے بانی مبانی وہی پرانے فیشن کے لوگ اور عربی خوان ہیں

خود ہمارے سلسلہ کی بنیاد جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکھی وہ کہتا ہے۔

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

اور پھر اپنی وفات کے بعد جس شخص کے ہاتھ میں اس نے قوم کا ہاتھ دیا اور جس کو اس سلسلہ کا ناخدا ٹھہرایا وہ بھی انگریزی خوان نہیں۔ مگر انگریزی خوانوں کو اس کی خدمت میں حاضر کر دیا یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور لوگوں کی نظروں میں عجیب۔

میرے دوستو! یہ یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نے پسند کیا ہے اور اس پر قرآن کریم اور نبی کریم کے عملی وجود سے مہر کر دی ہے۔

کہ قوم کا امام عربی خوان ہی ہو۔

قوم کی حقیقی رہنمائی قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور ارشادات کے صحیح علم پر موقوف ہے۔

اور وہ ہدایات عربی زبان میں ہیں

پس اگر تم یورپ کی کل زبانوں کے ماہر اور واقف بھی ہو جاؤ۔ اگر عربی زبان سے ناواقف ہو تو یاد رکھو تم دنیا کے حقیقی رہنما نہیں ہو سکتے۔

میری اس تحریر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں انگریزی تعلیم کا دشمن ہوں میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ بادشاہ وقت (اولوالامر) کی زبان سیکھنی ضروری ہے۔ مگر اللہ اور رسول کی زبان کو اس پر مقدم کرو۔ صرف دنیا کے عام رواج کی تقلید نہ کرو۔

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسمان گاتا نہیں

یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ تمہارا ہدایت نامہ یورپ سے نہیں بلکہ قرآن سے ہے پس تم قرآن کریم کو مقدم کرو تمہارے طریق تعلیم میں عربی زبان مقدم ہو۔ بلکہ عربی کے ذریعہ تم تمام علوم وفنون کو سیکھو۔

میں مانتا ہوں کہ اس وقت کے بدعمل علماء نے اللہ ان پر رحم کرے لوگوں کو اعتراض اور شماتت کا موقعہ دیا ہے مگر اسلام پر کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا کہ وہ حقیقی اور ربانی علماء سے خالی ہو۔ اس لئے قرآن شریف نے فرمایا۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و
یامرون بالمعروف

ہم کو ایسے ہی علما کی ضرورت ہے اور خدا کا فضل اور اس کا شکر ہے کہ ایسے ربانی عالم پیدا کرنے والا معلم اس نے ہم میں بھیجا اور وہ اپنی پاک تاثیرات سے ایک ایسا شخص تیار کر کے چھوڑ گیا جو ابراہیم علیہ السلام کی طرح امۃ کہلا سکتا ہے

وہ کون ہے؟ وہ نورالدین ہے جو ہمارا امام اور امیرالمومنین ہے اس کے طرز عمل سے دیکھو کہ وہ کسقدر عربیت کی اشاعت میں اپنا دن رات صرف کر رہا ہے۔

اسلام کو بدنام کرنے والے علماء نہ ہمارے امام ہیں نہ ان کے طرز عمل سے کوئی دلیل ہمارے لئے پیدا ہو سکتی ہے میرا خطاب اس وقت احمدی قوم کے نوجوانوں سے خصوصاً ہے اور میں ان میں ہی عربی زبان کے لئے اپیل کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ میں خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ ان میں کم و بیش شوق ہے۔ مگر وہ بات جو اس زبان کی محبت کے لئے ضروری ہے۔ ابھی اس کی بہت کمی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس بات کا سخت درد اور تڑپ تھی کہ قابل علما پیدا ہوں۔ موجودہ امام اس بات کا خواہشمند ہے اور وہ اپنے اوقات کا بہت بڑا حصہ عربی تعلیم میں دیتا ہے اس لئے کہ اس کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی محبت سے بھرا ہوا ہے اور وہ لسان محبوب کا عاشق ہے۔

تم سمجھتے ہو کہ عربی ہمیں خواہ آئے یا نہ آئے مگر انگریزی میں ہمیں بڑا استاد ہونا چاہئے۔ مغرب میں انگریزی کے ذریعہ تبلیغ ہوگی۔

مگر سنو! تمہارا اور ہمارا امام کیا کہتا ہے۔

انجام آتھم کے صفحہ ۲۶۵ و ۲۶۶ میں آپ فرماتے ہیں

فان الذی یدعی محبت الفرقان۔ کیف یصدأ ذھنہ
چراکہ شخصے کہ دعوی محبت فرقان می کند چگونہ ذہن او در ایں زبان
فی ھذہ اللسان۔ وکیف تقاصرہ دعاوی المحبۃ
زنگ خوردہ تواند شد وبا وجود دعوی محبت و شوق دل چگونہ در
وشوق الجنان۔ وکیف یمکن ان لا یتجلی لقلبہ لطف
تحصیل ایں زبان کوتاہی تواند کرد۔ وچگونہ ممکن است کہ لطف رحمن دل
الرحمن۔ ولا یعلمہ اللہ لسان نبیہ بالامتنان
او را روشن نکند۔ و زبان پیغمبر خود از راہ انعام او را نیاموزد۔ باز
ثم انھا معیار لحب الرسول والفرقان۔ فان الذی
ایں زبان معیار محبت رسول و فرقان است۔ چراکہ آں شخص
احب العربیۃ فحب الرسول والفرقان احبہ۔ ومن
کہ عربی را دوست داشت پس بوجہ محبت رسول و فرقان دوست داشت۔
ابغضھا فببغض الرسول والفرقان ابغضھا
وآنکہ با عربی بغض داشت پس بوجہ بغض او با رسول و فرقان بغض
فان المحبین یعرفون بالعلامات۔ وادنی درجۃ
داشت چراکہ محبان بعلامتہا شناختہ می شوند۔ و ادنی درجہ محبت
الحب ان تحثک للمضاھات حتی تؤثر طرق
ایں است کہ ترا بر مشابہت آمادہ کند۔ تا بحدیکہ راہ ہائے
المحبوب وتجعلہا من المحبوبات۔ ومن لم یعرف
محبوب ترا محبوب شوند۔ وہر کہ ایں ذوق را نشناسد
ھذا الذوق فانہ من الکافرین فی مشرب العاشقین
پس او در مشرب عاشقان از کافران است۔

قربانی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا فتویٰ

جنگ زوال بلقان کی وجہ سے اکثر لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کیا کہ کیا قربانی کی بجائے اس کی قیمت مجروحین ترک کی اعانت میں دی جاوے۔ تو یہ جائز ہے؟

ایڈیٹر وطن کو اس کے متعلق حضرت نے جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ شریعت اسلام کی رو سے جہاں تک میرا حافظہ کام دیتا ہے وہانتک مجھے یہ علم حاصل نہیں ہوا کہ قربانی کے بدلے روپیہ دیا جاوے۔ زمانہ کی حالت اور ہوا۔ اور خیالات گریجوایٹ لوگوں سے اور ان کی عقول سے بے خبر نہیں۔ جنپر قربانی ضرور ہے وہ علاوہ اس کے روپیہ وہاں بھیج سکتے ہیں۔ نورالدین

قادیان ۷ ر نومبر ۱۹۱۲ء

اس فتوے کے بعد کہ اگر احمدی قوم کے کسی فرد کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ قربانی کی بجائے اس کا روپیہ مجروحین کے لئے دیدے۔ پس قربانیاں کرو۔ مگر دوسرے مسلمانوں کو سمجھاؤ اور توفیق دے تو وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں اور ان علماء پر خدا رحم کرے جو شریعت کی حقیقت کو بدلا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ نصرت الٰہی کے جذب کے پھل نہیں ان سے پناہ پکڑو۔ سچے اور مخلص مومن بنو۔

احمدی قوم کو میں یاد دلانا بھی اپنا منصب سمجھتا ہوں کہ قربانی کی کھالوں کا روپیہ وہ حسب معمول یہاں قادیان بھیجیں احیاء اسلام کے جو ضرورتیں یہاں ہیں وہ ترکوں کی اعانت پر مقدم ہیں۔ ترکوں کی مدد کے لئے روپیہ دو مگر قادیان کی ضرورتوں کو ترک نہ کرو۔ بلکہ اپنی ذاتی ضرورتوں میں کمی کرکے ایثار سے کام لو۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ولنفسك عليك حق سب سے مقدم اپنا نفس ہے اور صدقات و خیرات میں اقارب کو مقدم کیا گیا ہے۔ پس وہ کام جو محض اعلاء کلمۃ الاسلام کیلئے یہاں جاری ہیں وہ بہرحال مقدم رہیں۔ دوسرے مسلمانوں کا اختیار ہے جو وہ چاہیں اختیار کریں۔ تم ایک امام کے تحت ہو تمہارا کوئی کام اس کے منشا اور حکم کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں ہونا چاہئے۔ مسلمان جس دن امام کی ضرورت اور اعتصام بحبل اللہ کو ضروری سمجھیں گے

وہی دن ان کی کامیابی کا دن ہوگا

جنگ آخر آب (بلقان) اور ترکوں کی اعانت کے متعلق احمدی قوم کی جو پوزیشن ہے اسکو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے اب بہت زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

جنگ کے متعلق خبروں کا نچوڑ

آج کی تاریخ تک جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریانوپل کی مدافعت نہایت قوی ہے اور ترک وہاں بہادری سے لڑے۔ بلغاریوں کا نقصان شدید ہوا ہے ایک دفعہ دو بٹالین (دو ہزار آدمیوں) میں سے صرف دو کمپنیاں (دو سو آدمی) واپس آئیں۔

قسطنطنیہ سے جو تار ۱۰ نومبر کو آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتوار کے دن شتلجہ پر حملہ ہو گیا ہے بہت سے زخمی قسطنطنیہ آ رہے ہیں اور یہاں کے ہسپتال پہلے سے بھر رہے ہیں۔ اس لئے بروصہ بھیجے جا رہے ہیں۔

بلغاریوں میں ہیضہ پھوٹنے کی خبر ہے۔ ایڈریانوپل میں ترکوں نے کچھ شبخون بھی مارے ہیں۔

لنڈن کے اخبار ٹائمز نے لکھا ہے کہ ۲۲۔ اکتوبر سے ۲ نومبر تک باوجود متواتر حملوں کے ایڈریانوپل میں کامیابی نہیں ہوئی اور وہ ترکوں کے طریق مدافعت کو پسند کرتا ہے۔

اندر کا نیا ظہور اور وید کا فتویٰ

ہمارے ناظرین دھرمپال کے نام سے خوب واقف ہیں آریہ سماج نے اس نوجوان کو جب دیو سماجی سے آریہ بنایا تو بڑے جوش کے ساتھ اس شدھی کا اعلان کیا اور یہ ظاہر کیا کہ ایک بڑے عالم وفاضل کو انھوں نے اسلام سے منحرف کرکے آریہ بنا لیا ہے ایک کتاب ترک اسلام نام انھوں نے دھرمپال کے ایک لیکچر کے نام سے شائع کی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں نے ایک نوجوان کے ارتداد کو محسوس کیا یہ احساس اس لئے نہ تھا کہ دھرمپال کے جانے سے اسلام کا کچھ نقصان ہوا تھا۔ بلکہ محض اس لئے کہ اسلام پر حملہ آوری کا یہ نیا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ ترک اسلام کے متعدد جواب لکھے گئے تھے اور متعدد آریہ اسی سلسلہ میں مسلمان ہوئے آریوں نے دھرمپال کی جو عزت و تکریم کی وہ معمولی امر نہ تھا وہ آریہ سماج کا **لاڈلا پتر** کہلاتا تھا اس نے اس جوش میں **اسلام** پر نہایت خطرناک حملے کئے اور آریوں نے نہایت فخر کے ساتھ انھیں شائع کیا میں نے انھیں **ایام** میں یہ ظاہر کر دیا تھا کہ یہ **صدائے گنبد** ہے آریوں کو عنقریب حقیقت معلوم ہو جائیگی چنانچہ رفتہ رفتہ **دھرمپال** نے آریوں کے تمام لیڈروں اور قریباً تمام انسٹیٹیوشنز کی حقیقت کو کھول دیا تب وہی لوگ جو اسے سر پر اٹھائے پھرتے تھے اسکو گالیاں دینے لگے اور ہر طرح سے انھوں نے اس کو کچل دینا چاہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ **دھرمپال** کی زندگی میں ایک **انقلاب** پیدا ہوا اور اس نے نہایت جوش کے ساتھ **آریہ سماج** کی حقیقت کو طشت از بام کرنا چاہا اور جسقدر کتابیں اس نے اسلام کے خلاف لکھیں وہ سب کی سب جلا دیں اب اس نے اپنے تازہ رسالہ اندر میں جو ماہوار رسالہ کی شکل میں شائع ہوا ہے۔ **وید اور سوامی دیانند** کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھ کر اعلان کر دیا ہے کہ

وید خدا کا کلام نہیں ہے

دھرمپال نے اپنے دعوی کی بنیاد صرف سوامی دیانند صاحب کے **بیان** اور **معیار** پر رکھی ہے اور اپنے دعوی کو نہایت خوبی اور قابلیت سے ثابت کیا ہے۔ آریہ سماجی حضرات بجائے دھرمپال کو گالیاں دینے کے اس کا جواب **معقولیت** سے دیں دھرمپال نے جو کچھ بھی آریہ سماج کی ہلاکت کے لئے کیا ہے یہ ایک خدائی فعل ہے جس کا نظارہ آج سے کئی سال پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کو نورالدین لکھتے وقت دکھایا گیا تھا اور خود **نورالدین** ہی اس کی گواہ ہے اس پر انشاء اللہ مفصل پھر لکھونگا۔ سردست میں ان لوگوں کو جو اس جدید اور دلچسپ بحث سے فائدہ اٹھانا چاہیں سفارش کرتا ہوں کہ وہ اندر کے اس عہد جدید کو ضرور پڑھیں جو صرف ۶ ر پر دفتر اندر لاہور سے ملیگا۔

تاکید ہے کہ آپ عربی کے سوا نہ بولا کریں۔
اس سے لسان المحبوب کا عشق ظاہر ہے۔

۵۔ ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا پہلا ٹریکٹ خدا کے فضل سے شائع ہو گیا۔ حضرت امیر المومنین نے اس کی اشاعت کے لئے تین روپیہ پہلے اور ایک روپیہ پھر دیا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

دوسرا ٹریکٹ خداشناسی کے وسائل پر

اسلام اور دوسرے مذاہب کا مقابلہ انشاء اللہ العزیز دس ہزار چھاپا جائیگا۔ یہ ٹریکٹ کتابی صورت کے دو جزو کا غالباً ہوگا۔ ٹریکٹ میں نے لکھدیا ہے حضرت کے ملاحظہ کے بعد انشاء اللہ حوالہ کاتب ہوگا۔ اور امید ہے نومبر کے آخر تک شائع ہو جائیگا وللہ الحمد۔

۶۔ **احمدی خاتون** کا دوسرا نمبر بھی خدا کے فضل سے شائع ہو گیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح رض نے اس کی خریداری سے غریب نوازی فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزا

۷۔ حضرت خلیفۃ المسیح رض کی دلی خواہش ہے کہ جماعت قرآن کریم کو صحیح اور سمجھ کر پڑھنے کی طرف اول توجہ کرے پھر اس کی ہر آیت کا مخاطب اپنے آپ کو قرار دیکر اپنے نفس کا موازنہ کریں۔ اس سے اصلاح نفس کرنے میں مدد ملیگی جو لوگ وعظ اور لیکچر دیتے ہیں وہ خصوصاً توجہ کریں۔ اس کے ساتھ ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور الحکم ہی کے ذریعہ التجا کرتا ہوں۔ کیونکہ ایک اخبار نویس کے معروضات کا بہترین ذریعہ اس کا اخبار ہی ہوتا ہے۔ حضور کی دیرینہ خواہش ہے کہ کوئی عمدہ قاری مہیا کیا جاوے بلکہ کئی مرتبہ فرمایا تھا کہ **موصل** سے منگوایا جاوے کیا حضور مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کی حالت پر رحم فرما کر اور قرآن کریم کی خدمت کے حقیقی جوش کے بنا پر جو خدا نے آپ کو دیا ہے۔ کسی عمدہ حافظ قرآن کے تقرر کا ارشاد نہ فرمائیں گے؟ یہ امر واقع ہے کہ قرآن کریم کے پڑھانے کے متعلق کوتہ فروگذاشت ہے حافظ محمد جمال صاحب بھی غالباً فارغ ہی ہیں میں نے یہ گذارش محض حضور کی اس خواہش کے ماتحت کی ہے تمام عربی مدارس میں حفظ قرآن کریم کا انتظام ہے مگر ہمارے مدرسہ میں نہیں۔ للہ اس پر توجہ ہو۔ قرآن کریم کا ایک بلکہ کئی **معلم** ہوں۔ ع

این است کام دل اگر آید میسرم

۸۔ **خواجہ صاحب** کے جو خط آپ نے لکھا ہے اس میں بعض عجیب باتیں ارقام فرمائی ہیں۔ سردست میں ایک امر کا ذکر کرتا ہوں جس پر آپ کی ازبس توجہ ہے اور جو جماعت میں بھی زیر توجہ ہونا چاہیئے۔ فرمایا ہے۔

اس وقت لوگ کوشش کے قائل ہیں اور قرآن کریم بھی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا میں کوشش کی تاکید فرماتا ہے مگر اپنے امام کو دیکھا ہے۔

دعا اور کوشش پر کیسا زور دیتا تھا

آپ بھی دونوں کام کرتے رہو اور جماعت کو توجہ دلاتے رہو۔ پھر لکھا ہے کہ **ساری دنیا کے لوگ لندن میں ہیں سب سے ملو۔ اور وفات عیسیٰ منواؤ گے**

اس میں ایک عجیب نکتہ معرفت ہے۔ **وفات عیسیٰ** ہی ایک ضروری ہتیار ہے جو مسلمانوں کی اصلاح اور **صلیبی مذہب** کی موت کا ذریعہ ہو سکتا ہے حیات **عیسیٰ** کے مسئلہ نے بڑی بڑی عملی اور اعتقادی کمزوریاں مسلمانوں میں پیدا کی ہیں پس یہی ایک امر ہمارے سامنے ہے اسی کو لیکر **صلیبی مذہب** کو ہم شکست دے سکتے ہیں اور لندن میں بھی بیٹھے ہوئے ایک خادم کو **وفات عیسیٰ** کی تبلیغ کا حکم دینا ایسے ہی مصالحہ دینیہ پر مشتمل ہے۔ پس اے احمدی قوم! اس ہتیار کو مضبوط پکڑ لے اور اس عقیدہ کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے دنیا میں پھیلا دو اور منوا دو **سلسلہ کی فتح عظیم اسی میں ہے**

ان خطوط کے مطالعہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خواہشوں کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کی توجہ دعا۔ اصلاح نفس۔ قرآن کریم کی صحیح تلاوت پر تدبر اور پھر کوشش اور دعا کی مشترکہ قوت کا استعمال اور بالآخر **عیسیٰ کی وفات کل دنیا کو منوا دینا** ہے یہی امر وہ اپنی جماعت سے چاہتے ہیں اور اسی کے لئے خود دعا کرتے ہیں اور کوشش سے کام لیتے ہیں خدا کرے کہ ہم ان ہدایتوں کے عامل ہوں۔ آمین!۔

۹۔ **ایک ضروری بات**۔ سردی کا موسم شروع ہو گیا ہے۔ قادیان کے مہاجرین میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کوئی سامان سردی سے بچنے کا نہیں رکھتے۔ ان میں بہت سے مسکین بچے۔ یتیم بیوہ عورتیں بعض مسافر بیمار۔ نومسلم غرض ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں آئے دن ایسے سائل حضرت امام کے اوقات میں مخل ہوتے ہیں مگر سچی بات یہی ہے کہ آج سے نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی قریباً سولہ سال سے تو میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ بار آپ ہی کے ذمہ رہا ہے ان حاجتمندوں میں احمدی۔ غیر احمدی مسلم۔ غیر مسلم کی بھی تفریق نہیں ہے حضرت خلیفۃ المسیح رض کو ایسے حاجتمندوں کے لئے انتظام کرنا پڑتا ہے اس لئے بارہا آپ نے توجہ دلائی ہے۔ میں بھی محض حصول ثواب کے لئے بیرونی احباب تک اس ضرورت کو پہنچاتا ہوں کہ

ہر قسم کے کپڑے نئے ہوں یا پرانے اچھی حالت میں ہوں یا پھٹے ہوئے گرم ہوں یا سرد خواہ کسی قسم کے ہوں۔ ہر قسم کی جوتیاں زنانی ہوں یا مردانی۔ بچوں کی یا جوانوں کی۔ کرتے پاجامے صدریاں کوٹ۔ دوپٹہ غرض خواہ کسی بھی قسم کے ہوں یہاں حضرت خلیفۃ المسیح رض کے پاس بھیجنے چاہئیں۔ میں صاف الفاظ میں ظاہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح رض ایک ادنیٰ درجہ کے چیتھڑے کو بھی کام میں لے آتے ہیں جو بعض غریب عورتوں کے کام آجاتے ہیں۔ غرض کوئی چیز جو تم نے ادنیٰ اور ردی سمجھ رکھی ہے اس کی بھی یہاں ضرورت ہے پرانی رضائیاں۔ پرانے کپڑے سب بھیجو اور جن کو خدا توفیق دے۔ وہ نئے بھیجدیں۔ روئی بھیجیں۔ جو جس کو میسر آتا ہے۔ وہ بھیجدے۔ بہتر ہو کر مختلف جماعتیں اکٹھے کر کے ایک جگہ پارسل بنا کر بھیجدیا کریں۔ ایسے تمام پارسل **حضرت خلیفۃ المسیح کے نام آنے چاہئیں** بٹالہ سٹیشن پر مال آوے اور بلٹی حضرت کے پاس بھیجدی جاوے۔ یہ معمولی تحریک نہ سمجھی جاوے بلکہ **ضروری اور اشد ضروری**۔

۱۰۔ حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ بخیریت حج کو جارہے ہیں اس اخبار کے پہنچنے تک مکہ شریف میں ہوں گے۔ میر صاحب اور شیخ امام بخش صاحب شاہجہانپوری بھی مکہ شریف پہنچ چکے ہیں +

ومن احب الفرقان وسیدنا ختم الانبیاء
وہرکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را و قرآن شریف را دوست دارد
کما ھو شرط المحبت والوفاء۔ فما اظن ان یبقی
چنانکہ شرط دوستی و وفاداری است۔ پس گمان نمی کنم
فی العربیۃ کالجھلاء بل یقودہ حبہ الی اعلی
کہ در عربی مثل جاہل بماند۔ بلکہ محبت او او را بسوئے بلند
مراتب الکمال۔ ویسبق کل سابق فی المقال
ترین مرتبہ کمال خواہد کشید و در سخن ہر سبقت کنندہ را سبقت خواہد کرد
ویصیر نطقہ کالدرۃ البیضاء۔ ویضمخ کلامہ
ونطق او مثل تابان خواہد شد۔ وکلام او بخوشبوئے
بطیب عجیب ویودع انواع الصفاء۔ ففکر
عجیب معطر کردہ خواہد شد و انواع صفائی دادہ خواہد شد۔ پس ہمچو
کالمحبین۔ ولولا الحب لما اعطیتھا۔
دوست دارندگان فکر کن۔ و اگر محبت نبودے من علم این زبان حاصل
فھذا آیۃ حبی من ارحم الراحمین
نکردمے۔ پس محبت بود کہ مرا درین کار تائید۔ پس از خدا تعالیٰ این
والحمد للہ علی ما اعطی وھو خیر المنعمین
نشان محبت من است پس شکر خدائے کہ مرا این بار عطا کرد و او از ہمہ منعمان بہتر است

میرے دوستو اس عبارت کو غور سے پڑھو اور پھر پڑھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
عربی زبان کو حب الرسول والفرقان کا معیار قرار دیا ہے
اور صاف الفاظ میں فرما دیا ہے کہ جو شخص عربی زبان سے محبت رکھتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے محبت رکھتا اور
جو عربی زبان سے بغض رکھتا ہے وہ قرآن اور رسول سے بغض رکھتا ہے
اب تم خود اپنے نفس کا اندازہ کر لو۔ کہ تم محبت رکھتے ہو یا بغض۔ یہ معمولی بات نہیں۔ سرسری نظر سے دیکھے جانے کے قابل نہیں بلکہ
ایمان اور کفر کا معاملہ ہے
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور بغض ایمان اور کفر پر موقوف ہے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک کلام میں سے اور باتیں بھی اس کی تائید میں انشاء اللہ پیش کرونگا آج کا مضمون اس جگہ ختم کر دیتا ہوں۔

میری غرض لسان محبوب کے متعلق لکھنے سے یہ ہے۔ کہ تا تم میں اس کا شوق پیدا ہو۔ اور اس کے حاصل کرنے کی جو راہ ہے اس کو اختیار کرو۔ ممکن ہے کہ بہت سے دوستوں کے دل میں یہ جوش پیدا ہو۔ اس لئے میں انہیں آگاہ کرتا ہوں۔ کہ لسان محبوب کے لئے مدرسہ احمدیہ ایک عمدہ جگہ ہے جو یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار میں قائم کیا گیا ہے۔ پس تم اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں بھیجو۔ اگر حب رسول اور حب قرآن کریم کے مدعی ہو۔ ورنہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہوگا۔ تم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد دو مرتبہ کیا ہے۔ اگر اب بھی تم
عربی کی تعلیم کو مقدم نہیں کرتے
تو اپنا آپ حساب کرو۔ یہ ایک پیغام تھا جو آپ تک پہنچایا ہے اور تمہاری کھوئی ہوئی چیز تھی جس کا پتہ دیا ہے۔

انجام آتھم کے اس مضمون پر غور کرو اور اپنے آپ کو اس
معیار پر پرکھو
اس مضمون کے باقی حصوں پر پھر انشاء اللہ تعالیٰ بحث کروں گا۔ تم اپنے دلوں کو مضبوط اور سینوں کو وسیع کرو۔ کیونکہ حضرت صاحب کے عربی زبان کی اہمیت کے متعلق تمہیں ایسی باتیں سننی پڑیں گی۔ جس سے بہتوں کے کان ناآشنا ہوں گے۔ خدا تعالیٰ تمہیں اور مجھے توفیق دے کہ ہمارا مقصود
احب الاشیاء لسان المحبوب ہو
آمین!

خاکسار
محمود احمد متعلم مدرسہ عالیہ احمدیہ قادیان

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے نیچے خیر و عافیت کے ساتھ اپنی قوم کے لئے دعا کرتے ہیں۔

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت بھی الحمد للہ ہمارے لئے ہمارے لئے شکر گزاری کے جذبات کو بڑھانے والی ہے۔ آپ کی توجہ جیسا کہ پہلے بھی کہا گیا ہے۔ یوماً فیوماً بلکہ آناً فاناً اصلاح جماعت کی طرف بڑھ رہی ہے۔ مجھے خصوصیت سے معلوم ہوا ہے کہ اب آپ کے بیرونی اوقات میں کمی آ کر زیادہ وقت محض دعا میں صرف ہونے لگا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل کو قوم کے لئے دعاؤں سے جذب کر رہے ہیں۔ مگر ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر بھی پاک تبدیلی کریں (اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے۔ میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ ایڈیٹر)

۳۔ ان دنوں مختلف خطوط حضرت کی خدمت میں احمدیوں اور بعض غیر احمدی علماء کبار کی طرف سے آپ کی خدمت میں ترکوں کی حالت پر توجہ دلانے کے لئے آتے ہیں۔ آپ نے ان کے جواب میں ان آیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو کسی دوسری جگہ ایک خط کے اقتباس میں میں نے دی ہیں۔ اور جن میں ایک لفظ ایمان ہی کی طرف گویا آپ نے ان کو توجہ دلائی ہے کہ
خدا کے بنو اور کسی سے نہ ڈرو

۴۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو اور خواجہ صاحب کو ان کے خطوط کے جواب اپنے قلم سے لکھے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے خط کا ایک فقرہ ناظرین کی توجہ کے لئے لکھتا ہوں۔ جس سے مجھے بتایا ہے۔ کہ حضرت کی اپنی توجہ تمام آجکل دعا ہی کی طرف ہے لکھا ہے کہ اب صرف حج کو توجہ کرو اور کثرت سے دعائیں
آپ کے خط میں دوسری بات عربی زبان بولنے کی

ترکوں کی امداد میں قربانی کی قربانی

جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مَیں نے لکھا تھا کہ بعض جگہ یہ تحریکیں ہو رہی ہیں کہ ترکوں کی امداد میں قربانی کا روپیہ بجائے قربانی کرنے کے بھیجدیا جاوے۔ مَیں نے اس خیال کی مخالفت کی تھی اور بتایا تھا کہ شعائر اسلام کسی حالت میں ترک نہیں ہونے چاہئیں۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلمان اس لہر میں بے طرح بہ رہے ہیں۔ ایک ہمعصر لکھتا ہے کہ "نماز اور حج سے بھی بڑھ کر بڑا فرض ترکوں کی مدد ہے"۔ تعجب کا مقام ہے کہ اوائل اسلام میں جبکہ صحابہ اپنے خون سے اسلام کی شہادت عرب کے ریگزار میں دے رہے تھے۔ تو ان ساعات عسر میں تلواروں کے سایہ کے نیچے بھی نماز کا فرض متروک نہیں ہوا۔ آج اس قسم کے الفاظ قوم میں بجائے غمخواری کی روح پھونکیں گے یا محض جوش ہی پیدا کریں گے۔ بہرحال میں نے بزور لکھا تھا کہ قربانی کی سُنت متروک نہیں ہونی چاہئے۔ ترکوں کی مدد کا سوال الگ ہے۔ اس کو قربانی کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ الحکم کی اس اشاعت کے بعد ہمارے ایک معزز بھائی نے لاہور سے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے حضور ایک خط لکھا۔ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے جو خط لکھا ہے اس میں اس مسئلہ کی بھی آپ نے وضاحت فرمائی ہے اور یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ جو چند روز قبل الحکم نے قوم کے سامنے رکھا تھا۔ حضرت امام نے اس کی تائید اور تصدیق فرمائی۔ آپ نے لکھا ہے۔

"حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بڑی ضرورتیں تھیں خلفاء رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں سخت سے سخت ضرورتیں تھیں **قربانی ترک نہیں کی گئی**۔

شیعہ کے مذہب کے بھی خلاف ہے باقی لن ینال اللہ لحومھا کا فرمان صحیح ہے مگر جس طرح شیعہ عالم نے سمجھا ہے اس طرح تو قربانی اصل سے ہی باطل ہوتی ہے معلوم نہیں لکن ینالہ التقویٰ سے مولوی صاحب کی کیا مراد ہے۔

افسوس قرآن نہ سمجھنے کا وبال ہے کیا مسلمانوں کے پاس مال ہی نہ رہا۔ کہ اب قربانی پر ہاتھ صاف کرنے لگے اگر ایسے ہی مفلس ہیں تو نہ زکوٰۃ۔ نہ قربانی اور نہ تعلیم پر روپیہ خرچ کریں چھٹی ہوئی۔ اللہ اللہ ثم اللہ اللہ مکہ میں قربانیاں بند کردیں۔ قربانی کو ترک تو بند کردیں..........

یونیورسٹی کا روپیہ دیدیں۔ ۷ کروڑ مسلمان ہیں۔ ہم رہی دیں۔

مگر خود اسلام کے شعار کو ہاتھ سے نہ دیں

طرابلس کے غریب عرب جان دے رہے ہیں ترک میدانی جنگ چندروز جاری تھیں قد افلح المومنون۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا بالکل سچ ہے

حرفے بس است"

یہ انتخاب حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے خط کا ہے امید ہے احمدی قوم اس پر توجہ کرے گی اور دوسرے مسلمان بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ آخر میں جن آیات کی طرف حضرت امام نے توجہ دلائی ہے۔ ان میں مسلمانوں کی کامیابی کا راز ایک لفظ میں بند ہے۔

اگر مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ ان کو فتح و نصرت ملے اور تائید ربانی انہیں حقیقی عزت کا حقدار قرار دے تو

وہ مومن بنیں

کیونکہ مومن ہی مظفر و منصور ہوتا ہے مومن ہی کے لئے معزز ہونا ضروری ہے۔ اور تائید اور نصرت ربانی اسی دنیا میں رسولوں اور مومنوں کا ساتھ دیتی ہے جہانتک میں حضرت کے کلام سمجھنے کا مذاق رکھتا ہوں۔

حرفے بس است

میں اسی ایک لفظ ایمان کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے پس مسلمان اگر اسی ایمان کو ہی نعوذ باللہ چھوڑ دیں گے تو دنیا میں وہ کسی عزت۔ کسی نصرت اور فلاح کے حقدار نہیں ہو سکتے کسی بھی شعار اسلام کو چھوڑنے کی تحریک اور کوشش کبھی بابرکت اور ایمانی غیرت کا تقاضا نہیں کرسکتی۔

مومن بنو۔ پھر دنیا کے خطرناک طوفانوں میں بھی کامیابی تمہارے ساتھ ہوگی۔ رب الافواج کی آسمانی فوجیں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے آسمان سے اتریں گی اور تمہارے دشمنوں کا جواب دیں گی۔

سُنو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدال و قتال کے موقعہ پر خدا تعالیٰ سے وحی پاکر فرمایا لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں بھی جبکہ جوش اور غیظ و غضب کی قوتیں ہیجان میں ہوتی ہیں۔ وہ کامل انسان اپنے قویٰ پر پوری حکومت اور قدرت رکھتا ہے اور قوم پر ایسا قوی اثر ڈال سکتا ہے کہ انہیں بھی اعتداء سے روک دیتا ہے پس اس میں کچھ شک نہیں کہ جنگ کی خبریں تمہارے عرق غیرت کو متحرک کرتی اور جوش دلاتی ہیں۔ مگر اس جوش میں حد سے نہ بڑھو۔ نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اس ابتلاء میں قدم آگے بڑھاؤ۔ اور اپنے اندر ایک تبدیلی کرکے نصرت الٰہی کو جذب کرنے کی فطرت پیدا کرو۔ یہ ایک امتحان کا وقت ہے۔ غیظ و غضب کا نہیں اس وقت استغفار اور لاحول ہی مدد دیگا۔

اندریں وقت مصیبت چارۂ ما بیکساں
جُز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

شعائر اللہ کی عظمت کو ہرگز ہاتھ سے نہ دو۔ اور صبر و استقلال کے ساتھ بڑھے چلو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ (آمین)

آئینہ حق نما کی قدردانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے الہامات مرزا کا جواب لکھتے وقت اس خاکسار کی دعا سے مدد کی اور میں صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں۔ کہ محض آپ کی دعا نے مجھے توفیق دی۔ کہ اس کتاب کا مبسوط جواب میں ترتیب دے سکوں۔ اب آپ نے کتاب مذکور کے جواب کو پسند فرما کر

۲۵ جلدیں

اپنی جیب سے خرید کر میری

اعانت

فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

یہ قدردانی میرے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب رہیگی۔ اس لحاظ سے نہیں کہ ۲۵ جلدیں بک گئیں۔ بلکہ اس لئے کہ میرے آقا نے میری حوصلہ افزائی کی۔ یہ واقعہ اس تڑپ اور خواہش کو بھی ظاہر کرتا ہے جو آپ کو حق کی اشاعت کے لئے ہے۔ ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کر دیں۔ امرتسری بنکڑے نے اپنے رسالہ کا جوڑ ہر ہزاروں کی تعداد میں تین مرتبہ چھاپ کر پھیلایا ہے۔ اس کے دور کرنے کے واسطے اس رسالہ کی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کرنی چاہئیں۔ اگر احمدی انجمنیں جن میں سے بعض سینکڑوں جلدیں بھی شائع کر سکتی ہیں بلا امتیاز و تفریق ہر انجمن دس دس جلدیں بھی خرید کر مفت شائع کر دے۔ تو **ایک ہزار** سے زائد جلدیں شائع ہو سکتی ہیں۔ یہ زمانہ **اشاعت** کی تکمیل کا ہے۔ اس لئے اس سے غفلت کرنا ایک ناقابل عفو غلطی ہے احباب توجہ کریں۔

جن احباب نے متعدد جلدیں خرید کرنے کا پہلے وعدہ کیا تھا۔ اس تحریر کے ذریعہ انہیں بھی یاددہانی کی جاتی ہے کہ وہ توجہ فرماویں۔